

REGISTERED No 783
۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDH PUNCH
1931

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں ہماری کی خبریں نہیں ہوتیں۔ [illegible] نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ [illegible] اور [illegible] کی طرح [illegible] نہیں کرتا۔ بلکہ ایک [illegible] سود مند [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] اودھ پنچ صرف [illegible] سے بچ گیا ہے۔

(۲) [illegible] اخلاقی و سیاسی [illegible] سال بھر [illegible] گے۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) [illegible] قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) [illegible] ایک روپیہ کی رعایت کیجا سکتی [illegible] سادہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری [illegible] ہے۔

(۳) [illegible] قیمت [illegible] اودھ پنچ [illegible] جاری کر دیں [illegible] کا واسطہ [illegible] قیمت ہے۔

(۴) [illegible] ہو جاتا ہے لیکن [illegible] ہم ہر [illegible] مقصود نہیں ہے لہذا [illegible] نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی [illegible] ہونگے وہ شائع [illegible] نہیں ہے۔

(۶) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۲۶

مضامین

۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء

رسالے کی کامیابی کا راز

لوگوں کو حیرت ہے کہ میرا رسالہ نکلتے دیر نہیں ہوئی اسقدر کامیاب کہ اسکی اشاعت ہزاروں تک پہونچی ہوئی ہے۔ احباب زور دیتے ہیں کہ محض خلق اللہ کے نفع کی غرض سے وہ کیمیا کا نسخہ لکھ دوں جس کے استعمال سے تم نے چار سال میں اسقدر کامیاب بنالیا ہے۔ آخر مجھ کو بھی خیال ہوا کہ خلق اللہ کا نفع ہر لحاظ سے مقدم ہے۔

سنیئے اصل یہ ہے کہ میرے رسالے کی کامیابی کا راز جناب قطب الزماں خاں زمانی صاحب لطیف ہیں۔ آپ کی بزرگی میں شبہ ہو۔ ہندوستان و افغانستان میں آپ کے گرو گذرے ہیں۔ آپ کے والد اپنے وقت کے امام تھے۔ تمام شعرا انکی قدر کرتے۔ منشی صاحب انکے شعروں کی پرستش کرتے۔ شاہ نصیر اور ابراہیم ذوق اور شکوہ آبادی انکے خاص شاگرد رشید تھے۔ اردو پر جب سے انگریزی کا اثر پڑنے لگا تو انکی ناقدری ہونے لگی اور آخر اسی کوفت میں اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔

مثل مشہور ہے کہ پسر تمام کند۔ اردو میں جو کچھ خامیاں تھیں وہ ہمارے استاد قطب الزماں خان زمانی صاحب لطیف نے دور کر دیں۔ آپ کی عمر اسوقت پچیس برس سے زائد ہوگی۔ آپ کی پیدائش کی جگہ تجویز خیال کی جاتی ہے۔ وہاں سے فرنگی آرگنائزیشن کے ایک رسالہ آپ کی سرپرستی میں وہاں جاری ہوا۔ اسوقت سے آپ اردو کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ ادب لطیف آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ اردو میں فیوچرزم کے ایجاد کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ ان کا ایجاد کرنا تھا کہ آپ کا شہرہ ہوگیا۔ اور ہندوستان بھر سے سیکڑوں رسالے آپکی سرپرستی میں نکل آئے اور آجکل تو آپ کی اسقدر شہرت ہے جس کا بیان نہیں۔ خاص طور پر پنجاب، لاہور، دہلی، پشاور میں تو آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہونچی ہوئی ہے اور لاتعداد رسالے آپ کی سرپرستی میں جاری ہیں۔

میں نے بی۔ اے میں فیل ہوکر پڑھنا چھوڑ دیا اور تلاش روزگار میں گھر گھر مارا مارا پھرا۔ سال بھر گزر گیا مگر کہیں کامیابی نہ ہوئی۔ آخر تجارت کا قصد ہوا۔ ایک صاحب نے رائے دی چار کی دوکان کھول دو اس میں آمدنی بہت ہے۔ میں بادل ناخواستہ اسپر راضی ہوگیا۔ اسی اثنا میں ایک اور صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ آجکل رسالے اچھی قیمت پر فروخت ہوتے ہیں۔ تم نے بی۔ اے تک اردو پڑھی ہے اور نمبر بھی اچھے پائے رسالہ نکال کر فروخت کرو۔ مجھے بھی یہ مشورہ اچھا معلوم ہوا۔ ایک مضمون، ایک نظم لکھی۔ میرے مذاق نے کہ بہت خوب لکھی روز روز ہوں ہوں کے ایک مشہور رسالے کو بھیجدیں۔ امید تھی کہ جواب میں منی آرڈر آتا ہوگا۔ مگر منی آرڈر نہ آیا وہ مضمون ناچار نقل کرکے ایک اور رسالے میں بھیجیں وہاں بھی کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ ہر ایک جگہ اور بھیجیں جب کچھ سماعت نہ ہوئی تو مایوس ہوگیا۔

میں رسالوں میں مضامین پڑھتا ان کو اپنے مضامین سے مقابلہ کرتا۔ میں نے ادب کا جتنا مطالعہ کیا تھا اس کا لحاظ کرتے ہوئے میرے مضامین ان مضامین سے بدرجہا بہتر تھے۔ میں دل ہی دل میں کڑھتا کہ ایسے خراب خراب مضامین لے لیے جاتے ہیں۔ مگر مجھ کو کوئی نہیں پوچھتا۔

ایک دن ایک صاحب سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے اپنا دکھڑا رویا۔ وہ بولے کہ قطب الزماں صاحب لطیف سے ملو۔ وہ تم کو مضمون نویسی سکھا دینگے بلکہ اگر مہربان ہوگئے تو رسالوں میں فروخت بھی کروا دیں گے۔ میں نے لطیف صاحب کا پتہ پوچھا تو معلوم ہوا کہ ان کا قیام کبھی ایک جگہ نہیں رہتا۔ پنجاب میں برابر دورہ کرتے رہتے ہیں بلکہ کوئی رسالہ بلا انکے مشورے کے نہیں نکلتا۔

ان کی تعریف سنکر مجھے ان سے ملنے کا بہت اشتیاق ہوا۔ لاہور میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ امرتسر میں ہیں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ دہلی گئے ہیں۔ وہاں پہنچا تو خبر ملی کہ پشاور میں ہیں۔ وہاں گیا تو قیام گاہ کا پتہ نہ مل سکا مگر جب ملنے گیا تو معلوم ہوا کہ اسوقت بہت مصروف ہیں دوسرے وقت آئیے گا۔ دوسرے وقت جب میں نے ملنے کا قصد کیا تو ایک صاحب نے جو میرے ہی ہوٹل میں مقیم تھے اور میرے اتنے اشتیاق سے واقف تھے بولے کہ ان سے ملنا آسان کام نہیں اگر آپ کے پاس دو چار مضمون نگاروں کے خطوط اور دو ایک رئیسوں کے سفارشی نامے ہوں تو آپ مل سکتے ہیں ورنہ ناممکن ہے۔ یہ سنتے ہی مایوس ہوگیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے کیونکہ ان کی ملاقات سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ میری یہ حالت دیکھ کر ان صاحب کو ترس آگیا۔ اور مجھ کو ایک تاجر کتب کے یہاں لیگئے۔ ان سے میرا تعارف کرایا۔ پھر بتلایا کہ آپ بہت بڑے شیریں اور اعلیٰ پایہ کے شاعر ہیں۔ علاوہ ازیں سب سے بڑی قابل بات یہ ہے کہ آپ لطیف صاحب کے ہم زلف ہیں ان سے بڑھکر آپکو کوئی سفارش کرنیوالا نہیں مل سکتا۔ یہ سنکر میری باچھیں کھل گئیں اور انکی طرف ملتجی نظروں سے دیکھنے لگا وہ بولے آج شام کو میں لطیف صاحب سے تذکرہ کروں گا اور کل انشاءاللہ پیش کرادوں گا۔

خدا خدا کرکے میں نے چوبیس گھنٹے انتظار میں کاٹے۔ صبح اٹھ کر منہ دھویا۔ خط بنایا۔ اچھے کپڑے پہنے مضامین کا بنڈل ساتھ لیا۔ اور ان کے یہاں پہنچا۔ وہ مجھے لطیف صاحب کے یہاں لے گئے۔ ملاقات کرائی۔ پھر اٹھ گئے۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا

لطیف صاحب ابھی بمشکل کسن ہی میں نکل ے
بیس پچیس برس کا سن ہوگا چہرے پر بھی کچھ
عالمانہ شان تھی۔ مگر اس سے کیا؟
آپ کی قابلیت میں کس کو کلام ہو سکتا تھا۔
میرے کرم فرما نے میری زبردست سفارش کی
لطیف صاحب نے انکے ہلکے رشتہ کا خیال کرکے
وعدہ کیا کہ میں ان کو دنیائے ادب کے افق
میں ستارۂ صبح بنا کر پیش کروں گا۔ میں
جھک کر عقیدت مندانہ آداب بجا لایا اور دل میں
کہا دیکھو وہ ماہر زبان اردو کی گفتگو بھی کتنی فصیح
کرتے ہیں" پھر میں نے اپنے مضامین کا پلندہ
انکے سامنے پیش کیا۔

میرا پہلا مضمون تھا "آزاد کی اردو" دیکھتے
ہی بولے "بالکل بیکار چیز ہے" دوسری ایک نظم
تھی "محبت" دو شعر پڑھ کر لے بالکل رکھ
پھینکا - قدیم اردو - ادبیت و شعریت سے معرا -
بھلا اسکو پڑھکر کسی کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"
میں نے گردن جھکائی اور گڑگڑا کر عرض کیا -
"اب آپ جس راہ لگائیے اسی پر چلوں گا"
انھوں نے مضامین کا پلندہ تو ردی کی
ٹوکری میں پھینک دیا اور میری طرف دیکھ کر
بولے -

"شاید آپ مضامین فروخت کرنے کی غرض
سے لکھتے ہیں؟"

مجھے ان کی روشن ضمیری پر حیرت ہوئی۔ مگر پھر
یہ سوچ کر کہ میرے جیسے انکے پاس ہزاروں آتے
ہونگے تجربہ کار ہیں پہچان گئے گردن جھکا کر
عرض کیا۔

"بیکار تھا لوگوں نے چارہ کی دکان کھولنے کا
مشورہ دیا۔ مگر میں نے سوچا اگر مضمون نگار بن کر
کچھ کما سکوں تو شاید بہتر ہوگا"

لطیف فوراً بولے "چارہ کی دکان کھولنے سے
تو بہتر ہے کہ ایڈیٹر بن جائیے۔ مضمون نگار بننے سے
ایڈیٹر بننا زیادہ سہل ہے"

میرے دل کی کلی کھل گئی اور اپنے ان دوست کے
جنھوں نے لطیف صاحب سے ملنے کا مشورہ دیا تھا
دل ہی دل میں دعائیں دینے لگا اور سوال یہ تھا
کہ دیکھیے کہاں تو مضمون نگار بننا مشکل تھا
اور کہاں اب ایڈیٹر بننا [illegible]
پائیں پھیری مل جائے۔

میں نے گردن جھکا کر عرض کیا "مجھ ناکارہ کو
اتنی لیاقت کہاں؟"

لطیف - "آپ کتنے روپیہ سے کاروبار شروع
کر سکتے ہیں۔"

"بالفعل ڈھائی سو فراہم کر سکتا ہوں"

"بہت کافی ہے۔ پہلا رسالہ تو مفت بھیجنا
ہوگا - دوسرے نمبر میں اخلاقی فرض سے کافی
رقم وصول ہو جائے گی"

میں سمجھا کہ اخلاقی فرض کوئی انجمن ہے جو
رسالوں کی اعانت کرتی ہے۔

میں - "اخلاقی فرض کوئی انجمن ہے؟"

لطیف - "آئیں!! - آپ اخلاقی فرض کے معنی
نہیں جانتے - جی حضرت اسکے معنی ہیں رسالہ
کا وی پی وصول کرنا"

اچھا صاحب تو آپ ڈھائی سو سے بخوبی
اپنا کاروبار شروع کر سکتے ہیں - اب کامیابی
آپکی معاملہ فہمی اور ہوشیاری پر موقوف ہے۔
آپ بغیر پس و پیش اس مہینے سے رسالہ جاری کر دیجیے
میں نے ذرا گھبرا کر پوچھا "کس طرح جاری کر دوں؟"

لطیف - "دیکھیے سب مراحل سمجھائے دیتا ہوں
پہلے یہ بتائیے آپ کے مکان میں نشست کا
کوئی کمرہ ہے؟"

"جی ہاں - ہے"

بہتر - اس پر ایک سائن بورڈ لگا دیجیے -
مگر ٹھہریے - رسالے کا نام کیا ہوگا - بلبل تو
علی امرتسر سے نکلتے ہیں - صحرا، پہاڑ، کوہستان،
مرغزار سب لاہور سے - شراب اور رنگ کشمیر
سے - ستاروں کا نام ان میں سے بھی اب
کوئی نہیں باقی - قریہ، بنات النعش، مریخ
برجیس دہلی سے نکلتے ہیں - اب شعریت [illegible]
کون سا نام ہو سکتا ہے - معجزہ [illegible]
نام مل گیا [illegible]

میں - معجزہ!! ؟؟

لطیف - جی ہاں معجزہ الطیف نام ہے - اس میں
شعریت بہت ہے - اچھا تو آپ ایک سائن بورڈ
اپنے نشست کے کمرے میں لگا دیجیے - اور سب سے پہلے
بڑے ایڈیٹروں کے نام خطوط لکھ کر بھیج دیجیے
وہ چار روز میں جیب کو مل جائینگے - ایک نمونہ
میں بتاتا ہوں۔

لطیف صاحب نے مجھکو حسب ذیل مضمون لکھوایا۔

جناب ایڈیٹر صاحب - آپ کی طبابت نہیں
چلی تو آپ ایڈیٹر بن گئے - اور میری چارہ کی دکان
نہیں چلی تو میں ایڈیٹر بن گیا - ایک ہی حمام میں
دونوں ننگے - اس لیے مناسب ہے۔

"من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"

آپ مہربانی فرما کر معاوضۃً رسالہ "معجزہ" کا اشتہار
اپنے رسالے میں جس کا حال ہم دونوں کو خوب
معلوم ہے شائع کر دیجیے - اور خود بھی کوشش
فرمائیے کہ جس طرح ناظرین دھوکا کھا کر آپکے
رسالے کے خریدار بن گئے میرے رسالے کے
بھی خریدار بن جائیں - اشتہار کا مضمون یہ ہوگا"

"رسالہ معجزہ اپنی پر جاذبیت معجزیت کے
ساتھ ادب کے بوستان میں اپنی الہامی معجز فن
سے جلوہ پاشی کرے گا - اس کا سائز [illegible]
ہوگا اور حجم چالیس - اپنی نظرکش حسن یا حسن
طباعت سے آنکھوں کی پتلیوں کو رقص پر مجبور
نظر کرے گا - اس میں الہامی تصویریں ہونگی
جو اپنی پر لطافت تبسم سے جذبات کے [illegible]
کو مستی انگیز بنا دیں گی - اس میں خلوت [illegible]
[illegible] ہونگے - اگر ناظرین کسی وجہ سے
اس رسالے کو نہ دیکھ سکے تو سارا سچا ادب
رہ جائیگا - صرف سو روپیہ سالانہ دیجیے یا ایک سال
کے لیے رسالہ مفت جاری ہو جائے گا - ایک آنہ
کا [illegible] بھیجنے پر [illegible] نمونہ مفت
ترسیل ہوگا۔

جب۔ وابستہ اور منسلک کیا چیز ہیں؟

لطیف۔ آپ اردو بالکل نہیں جانتے۔ یہی وہ الفاظ ہیں جو شباب اُردو کے جذبات میں تحریک پیدا کرتے ہیں — اب آپ کا یہ کام ہے کہ قطب علم کا تبوں سے ملیے ان میں سے کسی عمدہ کاتب کو خطاطی و عمدہ کتابت سے لکھنے پر آمادہ کیجیے یہ خیال رہے کہ آپ کے رسالے کی ساری کامیابی کاتبوں اور مطبعوں پر موقوف ہے۔ اس سے فرصت پاکر مشتہرین سے ملیے گا۔ اور ان کے ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر تاکہ مگر کسی نہ کسی طرح اشتہارات لے لیجیے گا۔ آپ امید ہے کہ گاڑی سے روانہ ہو جائیے اور جلد سے جلد ابتدائی مراحل طے کر لیجیے ایک ہفتہ کے اندر ہی اندر خطوط چھپ کر روانہ ہو جانا چاہیے۔ ایک ہفتے کے بعد ہی آپ سے ملوں گا۔ اور ایڈیٹری کے تمام مراحل سمجھا دوں گا۔

یہ کہہ کر لطیف صاحب نے اپنے خاص خاص کاتبوں سے ملنے گیا۔ کاتبوں کے دماغ ہی نہیں ملتے تھے میں ان سے آپ آپ کہہ کر گفتگو کرتا۔ مگر ان کے منہ سے ایک بار بھی کوئی ادب کا کلمہ نہ نکلا۔ گر اور تھے ایڈیٹر اور میں بیچارا کاتب خیر قصہ درویش برجان درویش۔ لطیف صاحب کا کہنا یاد تھا کہ اصل میں رسالے کی کامیابی انہیں لوگوں پر موقوف ہے۔ ان کمبختوں کی خوشامد و سامد میں دو روز تک دوڑتا پھرا۔ بارے ایک کاتب صاحب کچھ کتابت پر راضی ہو گئے۔ پھر مطبعوں میں گیا مجبوراً گفتگو کر کے سب معاملہ طے کر لیا۔ خطوط کاتب صاحب کو لکھنے کو دے دیے۔ پھر مشتہرین سے ملنے گیا۔ کیا کہوں کیا کیا کرنا پڑا۔ بس جو جو لطیف صاحب نے کہا تھا وہ سب کیا۔ بارے کچھ راضی ہوئے۔ کسی نے کہا کہ پہلا رسالہ دیکھ کر اشتہار دینگے۔ اس طرح پانچ روز کی دوڑ دھوپ کے بعد سب معاملے طے کر کے خوشی خوشی گھر واپس آیا۔

رات کو جب میں بستر پر لیٹا تو بہت تھکا ہوا تھا مگر ایڈیٹر بننے کی مسرت میں تھکن کا خیال تک نہ آیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ ایک ہفتہ میں ایڈیٹر ہو جاؤں گا۔ دنیائے ادب میں میری شہرت ہو جائے گی۔ بڑے بڑے لوگ میری عزت کریں گے۔ دیکھو ایڈیٹروں کی کتنی عزت کی جاتی ہے پرنس تک ان سے ملنا فخر سمجھتے ہیں۔

کیا خیال تھا جسے چاہتا ہے دم بھر میں عزت دیتا ہے۔ پانچ روز قبل کہاں امید تھی کہ لطیف صاحب رحمت کا فرشتہ بن کر سب سامان درست کرا دیں گے۔ کہاں چار کی دکان اور کہاں ایڈیٹری؟ یہ بات ضرور سدا دل میں کھٹکتی تھی کہ مجھے لکھنا تو آتا نہیں۔ قطب صاحب کے کہنے کے مطابق میں سب سیکھا دینگے۔ لطیف صاحب کا خیال ہے کہ ایڈیٹر بننا مضمون نگار بننے سے زیادہ آسان ہے حالانکہ میں نے اب تک جو کچھ پڑھا تھا وہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ مگر پھر خیال آیا کہ قطب صاحب تجربہ کار ہیں سیکڑوں رسالے ان کی سرپرستی میں جاری ہیں۔ سیکڑوں کو ایڈیٹر بنا دیا۔ بھلا ان کی بات غلط ہو سکتی ہے۔

بیری بیوی بھی کچھ پڑھی لکھی تھیں۔ انہوں نے جو سنا کہ میں ایڈیٹر بنا جا رہا ہوں، تو ان کی خوشی کا حال نہ پوچھو۔ مجھے کہنے کی ضرورت بھی نہیں پڑی اور اس "ادارہ کی جنبش" نے زیور تار کر دیا کہ جو چاہو کرو۔ اور اسی وقت گود دکھا کر ستانی کہ جب میں اصل خیر سے ایڈیٹر بن جاؤں گا تو کر دوسرے کریں گی۔

ذرا سی جو فکر تھی کہ روپیہ کہاں سے آئے گا وہ بھی جاتی رہی مارے خوشی کے نیند اڑ گئی بیرونی امید نے اٹھ کر دو چار کتابیں جو موجود تھیں نکالیں اور قلم دوات لے کر آٹھ بجے رات کے گیارہ بج چکے تھے مضمون نویسی کی مشق شروع کر دی۔

(۲)

ایک ہفتے کے اندر سب ضروری سامان درست ہو گیا۔ لطیف صاحب اپنے وعدے کے موافق ہفتہ بھر دوروں پر آ گئے دفتر باقاعدہ تیار ہو گیا۔ دفتر کا کلرک سمجھو چپراسی سمجھو یا منیجر سمجھو سب یہ سب ہی تھا اور ایڈیٹر بھی۔ رسالوں میں اشتہار نکل چکا تھا۔ اشتہار کے مضمون ہی سے لوگوں نے پہچان لیا تھا کہ قطب کا اس میں دخل ضرور ہے۔ پھر کیا تھا ان کے شاگردوں نے پوٹ کے پوٹ مضامین بھیجنا شروع کر دیے۔ لطیف صاحب نے اپنے خاص خاص شاگردوں کو بھی خط لکھ کر مضامین منگوائے تھے۔ آج رسالے کی ترتیب ہونے والی تھی۔ اس لیے لطیف صاحب مع کاتب صاحب کے تشریف لائے۔ کاتب صاحب سے وعدہ قبل سے کہہ دیا تھا کہ تصویروں کا انتظام کر لیجیے گا۔ یہ کاتب صاحب بھی لطیف صاحب کے شاگرد تھے۔ انھوں نے تصویروں کا بندوبست کر لیا۔ اتفاق سے اس وقت دفتر میں صرف دو کرسیاں تھیں۔ یہ دونوں حضرات انھیں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ مجھے مہمان نوازی کی خاطر کھڑا رہنا پڑا۔

کاتب صاحب نے ٹائٹل کا نمونہ نکال کر قطب صاحب کو دکھایا۔ ٹائٹل بہت شوخ رنگوں سے بنا ہوا تھا۔ کناروں پر بیل بوٹے کی بیل بنی تھی۔ حاشیہ پر کاتب صاحب نے سنہرا لکھا لکھ دیا تھا۔ کیا بتاؤں میں نے جب

کے نیچے یہ "محتاج عطار و قرآنی" لکھا دیکھا تو بڑی حیرت ہوئی۔ رہا نہ گیا اور آخر پوچھ ہی لیا۔

لطیف صاحب یہ محتاج عطار و قرآنی کون بزرگ ہیں؟

لطیف۔ کون بزرگ ہیں؟ ابی صاحب یہ آپ ہی تو ہیں۔ آجکل یہ ضروری ہے کہ تخلص سے بھی شعریت کی بو آتی ہو۔ ستاروں، پھولوں وغیرہ کے ناموں میں خاص شعریت ہوتی ہے۔ اسی لیے آپ کا تخلص عطارد رکھا گیا۔ اور فی زمانہ کوئی شخص اس وقت تک ایڈیٹر یا شاعر نہیں بن سکتا جب تک اس کے تخلص کے بعد کوئی ایسا لفظ نہ ہو۔ اس سے نسبتی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلیے "قرآنی" بڑھا دیا۔ وہ ایڈیٹر کے سنہرے میں بڑا لطف ہے۔ (باقی آیندہ)

— ہدایت اللہ انصاری —

مسلمانوں کے افلاس کا علاج

اور

مسئلہ انتخاب

اس عنوان سے ایک پمفلٹ سید محمد احمد صاحب کاظمی بی اے ایس سی ایل ایل بی (علیگ) ایڈووکیٹ سہارنپور نے شائع کیا ہے۔ اس پمفلٹ میں نہایت مفید اور ضروری مباحث ہیں جن پر اہل اسلام کو توجہ کرنی چاہیے۔

پہلے باب میں کاظمی صاحب نے افلاس کا تمام بار کمی تعلیم اور مالی حالت درست کرنے کی طرف سے غفلت پر ڈال دیا ہے۔ یہ ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن اس میں تھوڑی سی تفصیل اور اضافے کی بھی ضرورت ہے یعنی تعلیم کس قسم کی؟ اور غفلت کس طرف سے؟

بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب ملک فتح کرنے کی ہوس نے گھیرا تو ان میں بھی وہ عیوب پیدا ہو گئے جو ہر سوئے فاتحوں میں طبعاً پیدا ہو جاتے ہیں۔ انکی شریعت نے جو طرز تمدن انھیں تعلیم کیا تھا وہ بجائے خود برقرار رہا۔ وہ اپنے نفوس کے ساتھ اپنی شریعت کی روح کو بھول گئے۔

مضمون اور اودھ پنچ کا مضمون خشک تھا نزدیک ہوتا جاتا ہے مگر کیا کیجیے بات آن پڑی ہے اسے دھکا ہی خیال فرمائیے۔

اسلام نے چاندی سونے کے ذخیرہ بنانے کی اس حد تک مخالفت کی ہے کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو قیامت کے دن ان کے پہلو اور انکی پیشانیاں اسی چاندی سونے سے داغ دی جائیں گی جو انھوں نے جمع کر کے رکھا تھا اور کہا جائے گا:

"دیکھو ذرا اس چیز کا جو تم نے جمع کی تھی"

غالباً اس تعلیم یا اس تنبیہ سے اشتراکیاں کا مقصد زمانہ عدل اسراف ملکیت کے بغیر ہے جمع کیا ہوا کے مقصد کی تعلیم نہیں۔ پھر خود ہی صرف کر لے کا طریق بھی عمل بتا دیے ہیں۔ قرابت داروں کو وہ یتیموں کو وہ مسکینوں کو وہ مسافروں کو وہ بھکاریوں کو وہ کسی پر مصیبت پڑے تو اسکو وہ۔ ہمسایوں کو وہ اسکے صریح معنی یہ ہوے کہ اپنے پاس نہ رکھو۔ بڑا نصیب ہن کما کر دی ہیں۔ ایسا بچانا کہ باسی تھکا؟ یعنی اتنا بچانے کی ضرورت ہی نہیں جو دوسرے دن کام آئے۔ نہ باسی بچے نہ کتا کھائے۔

اسلام میں کمانے کے تین طریقے ہیں (۱) تجارت (۲) زراعت (۳) محنت کی اجرت۔ اس تیسری قسم میں صنعت و حرفت بھی شامل ہے۔ کوئی چوتھی قسم نہ تھی مگر یاروں کی ذہانت دیکھیے کہ انھوں نے چوتھی قسم بھی نکال لی وہ کیا ہے؟ دین فروشی! ایمان فروشی!! (جملہ معترضہ کو چھوڑیے اور مطلب پر غور فرمائیے)

ان تین ذریعوں سے جو دولت پیدا ہوتی ہے اوس سے چالیسواں حصہ خزانہ عام میں جمع کر دینا چاہیے

نمبر قابل فروخت

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵)

اجلاس جناب مولوی محمد رضا صاحب منصف بجنور

نمبر مقدمہ ۳۲۲ سنہ [illegible]

عدالت منصفی بجنور ضلع مراد آباد

[illegible] عمر تخمیناً [illegible] سال [illegible] سال [illegible] پسران [illegible] متوفی [illegible] ساکن [illegible] قصبہ بجنور پرگنہ بجنور .... مدعیان

بنام

[illegible] وغیرہ .... مدعا علیہم

بنام [illegible] سال [illegible] قوم [illegible] قصبہ بجنور پرگنہ بجنور مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیان نے آپ کے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا آپ کو حکم ہوتا ہے کہ آپ بتاریخ [illegible] ماہ اگست [illegible] وقت [illegible] بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے کماحقہ واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہوں اور جواب دعوے کی کریں اور ہرگاہ وہی تاریخ جو آپ کی حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس آپ کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر رکھیں اور [illegible] اس امر سے بھی آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور آپ حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ بغیر حاضری آپ کے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] ماہ [illegible] جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی [illegible])

نمبر مقدمہ ۳۷

بعدالت الی سید محمد عبد الاحد صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر صدر درجہ تحصیل قائم گنج ضلع فرخ آباد

محمد عبد الرزاق خان رئیس قائم گنج .... مدعی

مسماۃ نسیم اختر بیگم وغیرہ .... مدعا علیہ

بنام [illegible] حسین خان ولد حیدر جنگ خان پٹھان ساکن قائم گنج محلہ [illegible] پرگنہ کمپل

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] لگان کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ اگست [illegible] بوقت [illegible] بجے دن مقام قائم گنج اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے کماحقہ واقف کیا گیا ہو اور کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو اور نیز جملہ دستاویزات جن پر تم بتائید جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] ماہ جولائی [illegible] جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

سمن بغرض انفصالی مقدمہ

حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۵ ضابطہ دیوانی

مقدمہ نمبر ۳۰۶ سنہ [illegible]

بعدالت جناب منصف صاحب بہادر مقام سلطان پور

[illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] ساکن [illegible] تحصیل [illegible] ضلع سلطان پور مدعی

بنام

[illegible] مدعا علیہ

بنام [illegible] ساکن [illegible] تحصیل [illegible] ضلع سلطان پور .... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ اگست [illegible] بوقت ۱۰ بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے کماحقہ واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی کا داخل کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضری کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] ماہ جولائی [illegible] میرے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

اطلاعنامہ بنام [illegible]

اور خال [illegible] مقدمہ

[illegible]

مہر عدالت



مستقبل کا ایک وہمی منظر

(ماخوذ از الف لیلیٰ)



چاہئے کہ وہ سرمایہ عام ضرورتوں میں کام آئے۔ باقی اپنے خورد و نوش معمولی میں صرف کرنا چاہیئے جس کا ذکر اوپر گزر چکا۔ اس عمل سے بنک بنانے کی مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔ اور بیکاری یا تنبلی سستی یا کاہلی کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔ تنہا ترک کاروبار سستی اور کاہلی کا اصل سبب سرمایہ ہے۔

سرمایہ ذخیرہ ہونے سے چند اور خرابیاں بھی جو صحت انسانی میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ (۱) غرور (۲) تقاضا ہی ہیں۔ مثلاً صاحب حاجت کی سو روپیہ کی چیز کوڑیوں کے مول خرید لے اور ستیاناس [illegible] وغیرہ ہوگی تو آپ ہی ان داموں بیچے گا (۳) ظلم مثلاً غریب کو مارا پیٹا اور چند گز کی گز انگلیاں [illegible] ہاتھ پیر [illegible] ہو جاؤ۔ او فلاں غریب جو قاضی کے یہاں [illegible] کہ یہ تو کیا بنائے گا [illegible] بعضوہ و قاضی را [illegible] کردی [illegible] فرائض کی ادائیگی سے بے پروائی [illegible] اپنا بوجھ دوسرے کے کندھے پر لادنا۔ (۹) [illegible] ترقی۔ تمام دنیا کی [illegible] اعضا کی [illegible] بلکہ ہرے کپڑوں سے ڈھکے چھپے رہتے ہیں [illegible]

یہ بالکل ظاہر ہے کہ اگر ہر مستطیع اپنی دولت اسی پروگرام کے مطابق صرف کرے جو خدا نے مقرر کیا ہے اور یہ محسوس کرلے کہ بموجب ارشاد خداوندی انسان کی جان و دولت خدا کے ہاتھ جنت کی قیمت میں بک چکی ہے اور امانت اس کے طور پر ہر وقت اس کے قبضے میں ہے تو ایک مسلمان متنفس یا ایک بے سرمایہ متنفس بھی اتنی ہی اطمینان کی زندگی بسر کر سکتا ہے جیسی کہ ایک بادشاہ [illegible] فاقہ زدہ [illegible] سے تنعم اور عیش جس کو [illegible]

تنعم اور تعیش کی اصل علت سرمایہ ہے۔

اسلام نے [illegible] ہو جانے کی مخالفت کبھی نہیں کی رہبانیت سے بیزاری ظاہر کی ہے طیبات الٰہیہ [illegible] کی مذمت نہیں کی۔ مگر ایک ایسی حد کھینچ دی ہے کہ انسان کے طبعی قویٰ معطل اور بیکار نہ ہونے پائیں۔ آج مسلمان ایک جزو پر عمل کرنے کی ہوس میں ہیں اور دوسرے جزو سے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ زمانے کے تغیرات کا اثر اسلامی تمدن [illegible] پر بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر جدید پیداوار کو اسی حد تک قبول کرنا چاہیئے کہ اصل نہ بدلنے پائیں۔ صورت بدل جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اس پروگرام کے جو دولت و جان کے متعلق بنا دیا گیا ہے خامی نہ ہو۔

مسلمانوں کو آپس میں مواخاۃ کے حقوق کی رعایت کرنے کا مقتضیٰ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ دو طرح سے آپس میں سود لیں اور ایک دوسرے کے گوشت سے اپنا پیٹ بھرتا رہے۔

مواخاۃ کا مقتضیٰ یہ ہونا چاہیئے کہ جتنی دولت ملے وہ اقتضائے تناسل کے بیجا استعمال پر صرف کر دی جائے [illegible] الارحام اور [illegible] الحقوق [illegible] رہ جائیں۔

ایک زمانہ تھا کہ مسلمان تمام دنیا کی دولت پر قابض ہو گئے تھے مگر بہت مدت تک وہ مصنوعی شان و شوکت اور فرصت [illegible] رہے اس وجہ سے اقبال کا ستارہ چمکتا رہا۔ اور بظاہر [illegible] تمام اور مخلوقات حق [illegible] کی وہ [illegible] امداد [illegible] لاکھوں سرمایہ دار [illegible] سرمایہ داری [illegible] کی نگاہ میں [illegible] آج دو چار سرمایہ دار دکھائی دیتے [illegible]

انگریز خود صاحب سرمایہ ہیں انھوں نے جب ہندوستان آکے چلے تو عوام کی [illegible] الجنس یمیل الی الجنس۔ اب جو سرمایہ داروں کے [illegible] ملنا شروع کیا تو سب کو شیشے میں اتار لیا۔ یہ نہیں معلوم کہ ہندوستانی سرمایہ دار رہے یا نہیں رہے مگر اتنا سب نے دیکھ لیا کہ جن کے پاس سرمایہ تھا انکی وقعت بالکل جاتی رہی وہ لگے بھیک مانگنے اور جو دولت مندی سے خوش نظر آئے انھوں نے [illegible] اور اس بے معنی [illegible] قوت پر نثار ہونے کی قسم کھائی [illegible] سرمایہ داری [illegible] لاکھ تعلیم میں ترقی اور تجارت میں وسعت [illegible] پھیلاؤ ہو۔ عوام کو اس سے نفع نہ پہونچے گا [illegible] لکھ رکھیے۔

[illegible]

[illegible] سے توسل کے بعد کوئی دوسری راہ [illegible] تو وہ مگر ویسی ہوگی۔ تجربہ کے اعتبار سے [illegible] بتائے کہ جو ہندوستانی خواہ ہندو [illegible] اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے یورپ گئے تھے انھوں نے ہندوستان میں کونسی شان [illegible] جانتا ہے کہ ایک طرف [illegible]



"آیندہ قرض کی جگہ ٹھینگا"

لڑائی کا تعطل ہے تو احسان۔ مگر دشوار۔۔۔۔

مگر یہ تسلیم اور ہندوستانیوں کی خصلت صلۂ رحم
و کنبہ پروری کہ انہیں حاصل تھے وہ وحشت
تمیع رسم خورد ضمنی تھی۔ روپیہ کے زور پر زندگی
بسر کرنے سے رہ گئے۔ نالائق بیہودہ لوگ [illegible]
بھا۔ یہی نعمتیں ان سے علٰحدہ [illegible] پاس رہ گئیں۔
فاضل مصنف نے بہت غور و فکر سے یہ کتاب
لکھی ہے اور جداگانہ انتخاب کی خامیوں پر نہایت
مفصل اور دلچسپ گفتگو کی ہے۔ بعض امور [illegible]
کتاب اور بھی ہیں جن میں ہم تھوڑی سی ترمیم چاہتے
ہیں مگر افسوس وقت نہیں ہے۔

ہماری رائے ہے کہ چار آنے کی معمولی رقم
بھیج کے لوگ اس پمفلٹ کو منگائیں اور ٹھنڈے
دل سے اس کا مطالعہ کریں۔ باتیں سچی ہیں۔
انکا اثر دل پر ضرور ہوگا نئے عنوان [illegible] تیار
کرنے سے پہلے ان پر مطلع ہونا ضروری ہے۔
جداگانہ انتخاب کا مسئلہ اس وقت ربیع الوقت
ہے۔ مناسب ہوگا اگر مسلم [illegible] یا سنگل اسے
کثیر تعداد میں خرید کرے اور مفت تقسیم کر دے۔
چونکہ اس کتاب میں روئے سخن صرف اہل اسلام
کیطرف ہے اسلام ایک مذہب کا نام ہے لہذا ہم نے مذہبی
عینک سے اس کتاب کو دیکھا۔
کیسا ہی عمدہ نظام کیوں نہ ہو خود رائے خود غرض
بے سلیقہ اور تنگ حوصلہ اشخاص کے ہاتھ میں پہنچ کے
غیر مفید ہو جائے گا۔ اسی طرح [illegible] کے ہاتھ میں وقوع اقتدار
ہوگی تو کیا بنائے گا۔

راقم ـــــ فلاسفر

پنچ۔ آجکل سب سے زیادہ کمزور چیز پابندی
نہ ہونے کے باعث مذہب ہے اور یہی کمزور چیز
آپس کی لڑائی میں ہتھیار کے طور پر استعمال کی جاتی
ہے۔ سچ پوچھیے تو مسلمان ہوں یا ہندو دونوں کا
شمار نہ مذہب میں نہیں [illegible] اگر خود یہ شکل ہے
کہ عرب کے ایک قبرستان میں [illegible]
ایک قبر پر لکھا دیکھا کہ:
"ہندہ اس باپ کا بیٹا ہے جسکے قبضۂ قدرت میں
ہوا تھی جب [illegible] چاہتا تھا اس ہوا کو [illegible] کر دیتا تھا
اور جب چاہتا تھا قید کر لیتا تھا"
ظاہر ہے کہ اتنے بڑے ولی اللہ کی وقعت [illegible]
حاکم تھا خواہ مخواہ سیاح کے دل میں پیدا ہوئی ہوگی
مسافر تعجب کرتا ہوا آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہے کہ
اسی قبر کے مقابل دوسری قبر پر ایک کتبہ لگا ہے
"یہ قبر دار سامنے والی قبر کی عبارت سے دھوکہ
نہ ہو۔ اے آنے والے! صاحب قبر کا باپ لوہار
تھا۔ جو کچھ لکھا ہے وہ اسکی دھونکنی کی تعریف ہے"
آپ دیکھیے یہ دونوں نمونے تھے اس پر بھی ایک
دوسرے کی تعریف کا دائمی سامان مہیا کر رکھا تھا۔
معاملہ طول پکڑ گیا ہے۔ مجھے حاجی اور دعوے کے
سے افسوس اگر دنیا میں موجود ہیں اور ان کا قول
بھی لوگ کان دھر کے سنتے ہیں تو یقین رکھیے کہ
مذہب اپنی روحانیت کمیت مختلف گروہوں کو متحد
و متفق رکھ سکتا ہے نہ وہ پالیٹکس جس کا ماخذ
مذہب ہو۔
اگر مختلف فرقے کے مساعی کا نتیجہ یہ ہو کر دونوں
ایک جگہ جمع ہو جائیں تو رجحان بھی وقتی ہوگی۔
حکایت ہے کہ ایک قاضی صاحب اور وزیر شادی
میں بھی دوستی (خدا جانے بطریق حلال یا بطرز حرام)
دونوں چھپ چھپ کے ایک باغ میں ملا کرتے تھے اتفاقاً
کسی شنائی باز مسافر کا باغ کی طرف گذر ہوا۔
باغ تھا خالی۔ یہ تھا بھوکا اندر رستے میوہ کھایا
رات ہوگئی تھی اسلیے پیڑ سے درخت پر چڑھ کے
انتظار صبح بیٹھ رہا۔ رات گئے قاضی اور وزیر شادی
اسی درخت کے نیچے آکے بیٹھے۔ کپڑے اتار دیے۔
قاضی صاحب نے وزیر شادی سے پوچھا "کیوں
بیگم تمہارا نام کیا ہے؟" بیگم نے کہا "شتر قزوین"۔
اسکے بعد بیگم نے قاضی کا نام پوچھا۔ قاضی نے
جواب دیا "ملا سراج" بیگم نے کہا اب وہ شتر
قزوین کے سیر کی اجازت ملا سراج کو عنایت کی
شنائی باز کو دل لگی سوجھی اس نے بے وقت کی
شنائی دھر بجا کے ہیں ہیں ہیں شروع کر دیا
بھی دھرا دیا [illegible] استغفراللہ کی صدا آئی اور
دونوں اپنے کپڑے چھوڑ کے بھاگے۔ شنائی باز نے
کپڑے سمیٹ [illegible] بازار [illegible] کی
راہ لی۔ قاضی کا پوستین قاضی کے غلام نے
پہچانا۔ مال مسروق سمیت گرفتار کیا اور [illegible]
میں کھینچ لایا۔ مگر جب چور نے کہا کہ یہ قاضی
کا نہیں ملا سراج کا ہے "شتر قزوین" [illegible] وارد
ہونے کے وقت ان سے میں نے پایا تھا تو قاضی
صاحب نے فرمایا "سچ کہتا ہے۔ جانے دو"
دیکھا آپ نے ہے حاجی شنائی باز نے شتر قزوین پر
ملا سراج کے داخلے کے وقت کیسی شنائی بجائی؟ اب
دیکھیے بازار میں [illegible] گے۔ اور کون کپڑے [illegible] گا

المختصرات

کانپور کا معاملہ [illegible] ہوتا جاتا ہے۔
حکومت اتنی کمزور ہے کہ ایک [illegible] بھی
نہیں [illegible] سکتی۔ اور ہندو اتنے [illegible] ہیں کہ مسلمانوں کے
اتحاد سے الناس کو قبول نہیں کرتے۔ [illegible]
یہ تو تمہارے [illegible] کا کھیل ہے۔ اسی [illegible] پر
گول میز کے "لڈو" [illegible] ضرورت ہے ایک
ایسے قانون کی جس کا نام "قانون [illegible]"

رامپور اسٹیٹ کی نمائندگی گول میز کانفرنس میں

امید کی جاتی ہے کہ صاحبزادہ [illegible]
سی۔ آئی۔ ای۔ چیف منسٹر آف رامپور
عنقریب گول میز کانفرنس کی شرکت کے
لیے لندن روانہ ہونے والے ہیں صاحبزادہ
موصوف اپنی قابلیت کے لحاظ سے ہندوستان
میں کافی ہر دلعزیزی رکھتے ہیں۔
"نامہ نگار"

کمترین اڈیٹر کی صحت ابھی تک [illegible] ہے
ایک آدھ روز کی تاخیر ہو جاتی ہے وہ بھی بعض
اصحاب کو ناگوار ہوتی ہے ہم اپنے مہربان ہونے
کی دعا کرتے ہیں کہ آمین۔

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ بیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال علم موسیقی کے جو علمی ہو اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی ذخیرہ ادھوری کا نقشہ کتاب میں کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی ذخیرہ جو یہاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں بلعث یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے لیئے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو مل جائیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔ مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ